

# حصہ غزل 16۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے

میر تقی میر

(۱۷۲۸ء۔۔۔۔۔۱۸۱۰ء)

## حالات زندگی:

میر محمد تقی نام اور میر تقی تخلص تھا۔ والد کا نام میر علی متقی تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سید امان اللہ سے حاصل کی، جو میر کے والد کے مرید اور منہ بولے بھائی تھے۔ بچپن میں ہی والد اور امان اللہ کی وفات کے بعد میر کو تلاشِ معاش کے لیے آگرہ چھوڑ کر دلی آنا پڑا۔ یہاں ایک نواب کے ہاں ملازم ہوئے۔ وہ نواب نادر شاہ کے حملے میں مارا گیا تو میر آگرے لوٹ آئے لیکن انھیں دوبارہ جانا پڑا۔ دلی میں خراب امن و امان کی وجہ سے انھوں نے مجبور ہو کر لکھنؤ کا رخ کیا۔ وہاں نواب آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے اور باقی عمر اسی شہر میں بسر کی۔

میر کو خدائے سخن کہا گیا ہے۔ انھوں نے مختلف اصنافِ شعر میں طبع آزمائی کی ہے مگر ان کی پہچان غزل گوئی ہے۔ وہ بلاشبہ غزل کے بادشاہ ہیں۔ خلوص، درد و غم، ترنم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں دل پر اثر کرتی ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے ہم عصر شعرا نے کیا ہے بلکہ متاخرین نے بھی انھیں سراہا ہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے ان کو ”سرتاجِ شعراے اردو“ قرار دیا ہے۔

## تصانیف:

میر کی تصانیف میں ایک خود نوشت ”ذکر میر“، ایک تذکرہ ”نکات الشعراء“ ایک فارسی اور اربعہ اردو دوایین شامل ہیں۔ اردو غزلیات کے چھ دیوان، فارسی، ذکر میر، نکات الشعراء، قصائد اور مثنویاں لیکن ان کی وجہ شہرت صرف اور صرف غزل ہے۔

وفات: آخر اقلیم سخن کا یہ حرماں نصیب شہنشاہ 1810ء میں لکھنؤ کی آغوش میں ہی سو گیا۔

## مشکل الفاظ کے معانی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
بے چینی	اضطراب	غم کی آگ	آتشِ غم
آنسوؤں سے تر آنکھ	چشم پر آب	حیثیت	اوقات

حباب	پانی کا بلبلہ	خانہ خراب	برہادر
سراب	دھوکا	نیم باز	آدمی کھلی ہوئی
ہستی	زندگی		

## غزل کے اشعار کی تشریح

شعر 1۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے

یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

میر تقی میر نے ان شعر میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی عارضی ہے۔ اس کو دوام حاصل نہیں ہے۔ ہماری زندگی کی حقیقت پانی کے بلبلے کی طرح ہے۔ جس طرح پانی کا بلبلہ وجود میں آتے ہی فنا ہو جاتا ہے اس طرح زندگی کا کمال بھی عارضی ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اپنی اس عارضی اور مختصر زندگی میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہئیں جو آخرت کی زندگی میں ہمارے کام آئیں۔

شعر 2۔ ناز کی اس کے لب کی کیا کہیے

نغمہ سوزی اک گلاب کی سی ہے

تشریح:

شاعر اپنے محبوب کے خرد وصال کو تعریف و توصیف میں مگن ہے۔ مختلف شاعروں نے اپنے ہماری محبوب کے احسانے جہان کو مختلف چیزوں سے تشبیہ دے کر ان کے حسن کو اجاگر کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عاشق کے نزدیک اس کا محبوب حسن و جمال میں بے مثال ہوتا ہے۔ وہ سرِ ناز و جمال ہوتا ہے۔ محبوب کے تمام احسان و بصورتی اور دل فریبی میں بے نظیر ہوتے ہیں۔ میر نے بھی اسی بات کی، انسانی ہے کہ میرے محبوب کے لبوں کا طالع بن اور سرخی گلاب کی جیسی سے کم نہیں ہے۔

شعر 3۔ جہم دل کھول اس بھی عالم پر

یاں کی اوقات خراب کی کرا ہے

شعر 6۔ آتش غم میں دل بُھنا شاید

دیر سے بوکباب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اپنے اس شعر میں اپنے غم کی شدت کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھن گیا ہو کیوں کہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہو اور اسے اتارنا بھول جائیں تو وہ جل جاتا ہے اور اس کی بو اور دگر د پھیل جاتی ہے۔ جبکہ میرا محبوب میری اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ کاش میری اس کیفیت کو سمجھ کر میرے مردہ دل کو پھر سے زندہ کر دیتا۔

شعر 7۔ میرا آن نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

مشق و محبت ایک انوکھا جذبہ ہے۔ اس جذبے سے سے سرشار شاعر محبوب کو کبھی وفا کی سرحد پر پہنچا دیتا ہے اور کبھی وفا کی سرحد پر لاکھڑا کرتا ہے۔ اردو شاعری کا ایک باب سراپا نگاری بھی ہے۔ جس میں کبھی محبوب کے لب کی تعریف ہوتی ہے تو کبھی زلف یار کی۔ شاعر نے اپنے محبوب کو شراب کی مستی سے تشبیہ دی ہے۔ اپنے محبوب کی آنکھوں کو شاعر نے شریب کی مستی کہا ہے۔ شراب کی مستی نہیں کہا یعنی اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب جیسی مستی ہے شراب کی مستی نہیں ہے۔

### حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: "کی سی ہے" اس غزل کی ردیف ہے۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں حباب، سراب، خواب، اضطراب، کباب، شراب قافیے ہیں۔

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

جواب: دوسرے شعر میں ہونٹوں کو گلاب کی پٹھری سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(د) میر نے "نیم باز آنکھوں کی مستی" کو کیا قرار دیا ہے؟

جواب: میر نے نیم باز آنکھوں کی مستی کو شراب کی سی مستی قرار دیا ہے۔

(و) شاعر "اضطراب" کی حالت میں کیا کرتا ہے۔

جواب: شاعر اضطراب کی حالت میں محبوب کے در پر بار بار جاتا ہے۔

2۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

ہستی، حباب، سراب، اوقات، اضطراب، خانہ خراب، نیم باز، مستی

الفاظ	معانی	جملوں میں استعمال
ہستی	زندگی، وجود	اس دنیا میں ہماری ہستی حباب کی سی ہے۔
حباب	پانی کا بلبلہ	انسان کی زندگی حباب کی مانند ہے۔
سراب	دھوکا	دنیا کی زندگی سراب کی سی ہے۔
اوقات	حیثیت	ہر انسان کو اپنی اوقات میں رہ کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔
اضطراب	بے چینی	عاشق اضطراب کے عالم میں محبوب کے در کا بار بار چکر لگاتا ہے۔
خانہ خراب	برباد	خدا اس کا خانہ خراب کرے اس نے مجھے بہت تکلیف کیا ہوا ہے۔
نیم باز	آدھی کھلی ہوئی	اس نے مجھے نیم باز آنکھوں سے دیکھا۔
مستی	نشہ، مدھوشی	میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب کی سی مستی ہے۔

3۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ہستی	خانہ خراب	حباب
نمائش	شراب	سراب
پٹھری	گلاب	گلاب
آنکھیں	نیم باز	نیم باز
حالت	کھاب	اضطراب

(د) بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں

غزل:

لغت میں غزل کے معنی "مورتوں سے باتیں کرنا" اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور قہر بات و پیش کیے جاتے ہیں۔ غزل کے لہجے میں موسیقی اور ترمیم کے عناصر ہوتے ہیں۔ غزل میں مخصوص ملائیں ہوتی ہیں جو غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں۔ غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

مطلع: مطلع کے معنی نکلنے کی جگہ یا نکلنا کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے،  
مقطع: مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں، اصطلاح میں مقطع غزل کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے، جس میں شاعر اپنا مخلص استعمال کرتا ہے۔ جس شعر میں شاعر اپنا مخلص استعمال نہ کرے اسے غزل کا آخری شعر کہا جائے گا، مقطع نہیں۔

Topstudyworld

دل	حاب	کہاب
مستی	سراب	شراب
آواز	اضطراب	خانہ غراب

4۔ درج ذیل مرکبات، مرکب کی کون سی قسم ہیں؟

چشم دل، اس کے لب، آتش غم، اس کا در

جواب: یہ تمام مرکب اضافی ہیں۔

5۔ اس غزل کے مطلع اور مقطع کی نشاندہی کریں۔

جواب: غزل کا مطلع:

ہستی لہنی حباب کی سی ہے

یہ نائل سراب کی سی ہے

غزل کا مقطع:

میرا نیم ہاز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

6۔ مذکر اور مونث الگ الگ کریں۔

ہستی، حباب، نائل، سراب، لب، لہ، کہاب، مستی، شراب

مذکر الفاظ: حباب، سراب، لب، کہاب

مونث الفاظ: ہستی، نائل، لہ، مستی، شراب

7۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں

حاب، سراب، نائل، چشم دل، عالم، اضطراب، آتش غم، نیم ہاز

جواب: حباب، سراب، نائل، چشم دل، عالم، اضطراب، آتش غم، نیم ہاز

8۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) بڑی اس کے لب کی کیا کہیے

(ب) ہلکوی اک گلاب کی سی ہے

(ج) ہستی لہنی حباب کی سی ہے

حباب	پانی کا بلبلہ	خانہ خراب	برہاد
سراب	دھوکا	نیم باز	آدمی کھلی ہوئی
ہستی	زندگی		

## غزل کے اشعار کی تشریح

شعر 1۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے

یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

میر تقی میر نے ان شعر میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی عارضی ہے۔ اس کو دوام حاصل نہیں ہے۔ ہماری زندگی کی حقیقت پانی کے بلبلے کی طرح ہے۔ جس طرح پانی کا بلبلہ وجود میں آتے ہی فنا ہو جاتا ہے اس طرح زندگی کا کمال بھی عارضی ہے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اپنی اس عارضی اور مختصر زندگی میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہئیں جو آخرت کی زندگی میں ہمارے کام آئیں۔

شعر 2۔ نازِ اس کے لب کی کیا کہیے

نغمہ سوزی اک گلاب کی سی ہے

تشریح:

شاعر اپنے محبوب کے خرد وصال کو تعریف و توصیف میں مگن ہے۔ مختلف شاعروں نے اپنے ہماری محبوب کے احسانے جہان کو مختلف چیزوں سے تشبیہ و تمثیل کر ان کے حسن کو اجاگر کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عاشق کے نزدیک اس کا محبوب حسن و جمال میں بے مثال ہوتا ہے۔ وہ سرِ ناز و جمال ہوتا ہے۔ محبوب کے تمام احسان و بصورتی اور دل فریبی میں بے نظیر ہوتے ہیں۔ میر نے بھی اسی بات کی تائید کی ہے کہ میرے محبوب کے لبوں کا طالع بن اور سرخی گلاب کی جیسی کم نہیں ہے۔

شعر 3۔ جہم دل کھول اس بھی عالم پر

یاں کی اوقات خراب کی سی ہے

تشریح:

اس دنیا میں انسان کی حیثیت ایک مسافر کی سی ہے۔ جسے آخرت کا سفر درپیش ہے۔ اس دنیا میں آنے والے ہر انسان کو اس بات کا علم ہے کہ ایک نہ ایک دن اسے دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ دنیا دارا لعل ہے۔ اس دنیا کے اعمال کے نتائج اگلے دن میں مرتب ہوں گے۔ اگر ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھول کر ہمیشہ و عشرت میں مگن رہیں گے تو دوسری دنیا میں اس کا اجر ہمیں اچھا نہیں ملے گا۔ شاعر کہتا ہے کہ اس خواب کی کیفیت سے ہمیں ابھی نکلنا چاہیے اس دنیا کا دھیان کرنا چاہیے جہاں ہمیں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہمیں اپنے اندر کے انسان کو بیدار کرنا چاہیے۔

شعر 4۔ بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں

حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا حال کہنے کے لیے اپنے محبوب کے دروازے پر جاتا ہوں۔ میں اس سے اپنے دل کی حالت بیان کرنا چاہتا ہوں مگر شرم میرے ملنے ہے۔ میں کچھ کہے بغیر واپس آ جاتا ہوں۔ واپس آ کر کر دل اور زیادہ بے چین ہوتا ہے۔ میرا دل عجیب قسم کی بے چینی اور بے قراری میں جھلا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جب میں دنیا کی پریشانیوں میں گھر جاتا ہوں تو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھک جاتا ہوں۔ چنانچہ میر محبوب کے وصال کے لیے بے چین ہے۔ لیکن محبوب کی طرف سے بے اعتنائی کے اظہار پر اب عاشق پر بے چینی کا قلب طاری ہے۔

شعر 5۔ میں جو بولا، کہا کہ یہ آواز

اسی خانہ خراب کی سی ہے

تشریح:

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیا کی ساری رونق اور چمک جذبات ہی کے دم سے ہے۔ اگر غم، غم، محبت، عداوت، نفرت، چاہت، خوف، اور مدد رومی جیسے جذبات اس دنیا میں ناپید ہو جائیں تو دنیا کی رونق مائل پڑ جائے۔ شاعر کہتا ہے میرا محبوب مجھ سے اتنا بیگانہ ہو گیا ہے کہ وہ میری آواز کی پہچان بھی بھول گیا ہے۔ اسے میری آواز، میری تو لگتی ہے لیکن اس میں طبیعت نہیں ہے بلکہ اس کے پچھلے میں ابھام پایا جاتا ہے۔ وہ میری آواز سن کر تھکیک دھین کے دوسرے پر کھڑا ہے۔ وہ میری آواز کو میری آواز جیسا سمجھتا ہے۔ چھین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ میری ہی آواز ہے۔ محبوب کی یہ بات شاعر کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔



شعر 6۔ آتش غم میں دل بُھنا شاید

دیر سے بوکباب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اپنے اس شعر میں اپنے غم کی شدت کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھن گیا ہو کیوں کہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہو اور اسے اتارنا بھول جائیں تو وہ جل جاتا ہے اور اس کی بو اور دگر د پھیل جاتی ہے۔ جبکہ میرا محبوب میری اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ کاش میری اس کیفیت کو سمجھ کر میرے مردہ دل کو پھر سے زندہ کر دیتا۔

شعر 7۔ میرا آن نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

مشق و محبت ایک انوکھا جذبہ ہے۔ اس جذبے سے سے سرشار شاعر محبوب کو کبھی وفا کی سرحد پر پہنچا دیتا ہے اور کبھی وفا کی سرحد پر لاکھڑا کرتا ہے۔ اردو شاعری کا ایک باب سراپا نگاری بھی ہے۔ جس میں کبھی محبوب کے لب کی تعریف ہوتی ہے تو کبھی زلف یار کی۔ شاعر نے اپنے محبوب کو شراب کی مستی سے تشبیہ دی ہے۔ اپنے محبوب کی آنکھوں کو شاعر نے شریب کی مستی کہا ہے۔ شراب کی مستی نہیں کہا یعنی اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب جیسی مستی ہے شراب کی مستی نہیں ہے۔

### حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: "کی سی ہے" اس غزل کی ردیف ہے۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں حباب، سراب، خواب، اضطراب، کباب، شراب قافیے ہیں۔

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

# WANT TO **DOWNLOAD** **NOTES** OF ANY CLASS?

[Click Me to Download](#)  
(I'll Bring You There)



**Top Study World is one of the best notes  
providers in Pakistan for FREE!**